رسالہ

فتاوٰی کراماتِ غوثیہ

مسئلہ اُولیٰ

از اوجین ریاست گوالیار مرسلہ جناب محمد یعقوب علی خاں صاحب
۱۷ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ

مسئلہ ۱۲: کیا فرماتے ہیں علمائے حق الیقین اور مفتیان پابند شرع متین اس مسئلہ میں کہ عبارتِ نظم "شامِ ازل اور صبحِ ابد" سے بیٹھ جانا براق کا وقتِ سواری آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ثابت ہے۔

"مقولہ جبرئیل علیہ السلام"

نظم

مسند نشین عرشِ معلّٰی یہی تو ہے	مفتاحِ قفلِ گنج فاوحٰی یہی تو ہے
مہتاب منزلِ شبِ اسرٰی یہی تو ہے	خورشیدِ مشرقِ فتدلّٰی یہی تو ہے
ہمرازِ قرب ہمدم اوقاتِ خاصہ ہے	مژدہ ہزار عالمِ رب کا خلاصہ ہے
سُن کر یہ بات بیٹھ گیا وہ زمیں پر	تھامی رکاب طائرِ سدرہ نے دوڑ کر
رونق افزائے دیں ہوئے سلطانِ بحر و بر	کی عرض پھر براق نے یا سیدَ البشر
محشر کو جب قدم سے گہر پوش کیجئے	اپنے غلام کو نہ فراموش کیجئے

خیر الوریٰ نے دی اسے تسکین کہا کہ ہاں
خوش خوش وہ سُوئے مسجدِ اقصیٰ ہُوا رواں

صاحبِ "تحفہ قادریہ" لکھتے ہیں کہ براق خوشی سے پھُولا نہ سمایا اور اتنا بڑا اور اونچا ہوگیا کہ صاحبِ معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہنچا۔ اربابِ معرفت کے نزدیک اس معاملہ میں عمدہ تر حکمت یہ ہے کہ جس طرح آج کی رات محبوب اپنا دولتِ وصال سے فرح (خوشحال) ہوتا ہے اسی طرح محبوب کا محبوب بھی نعمتِ قربِ خاص اور دولتِ اختصاص اور ولایتِ مطلق اور غوثیتِ برحق اور قطبیتِ اصطفا اور محبوبیت مجدِ علا سے آج مالامال ہی کردیا جائے۔

چنانچہ صاحبِ "منازل اثنا عشریہ" "تحفہ قادریہ" سے لکھتا ہے کہ اس وقت سیّدی و مولائی، مرشدی وملجائی، قطب الاکرم، غوث الاعظم، غیاث الدارین وغوث الثقلین، قرۃ العین مصطفوی نور دیدۂ مرتضوی، حسنی حسینی سروِ حدیقۂ مدنی، نور الحقیقت والیقین حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رُوحِ پاک نے حاضر ہوکر گردنِ نیاز صاحبِ لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دی اور اس طرح عرض کیا: ؎ (بیت)

بر سر و دیدہ ام بنہ اے مرنازنین قدم　　　　بود لبسر نوشت من فیضِ قدم ازیں قدم

(اے نازنین میرے سر اور آنکھوں پر قدم رکھئے تاکہ اس کی برکت سے میری تقدیر پہ فیضانِ قدم ہو۔ ت)

خواجۂ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم گردنِ غوث الاعظم پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس رُوحِ پاک سے استفسار فرمایا کہ تُو کون ہے؟ عرض کیا: میں آپ کے فرزندان ذریاتِ طیبات سے ہوں اگر آج نعمت سے کچھ منزل بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔ فرمایا: تُو محی الدین ہے اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے کل تیرا قدم کُل اولیاء کی گردن پر ہوگا۔

بیت قصیدۂ غوثیہ:

وکل ولی لہ قدم وانی　　　　علیٰ قدم النبی بدر الکمال[1]

(ہر ولی میرے قدم بقدم ہے اور میں حضور سیّد الانبیاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کامل ہیں۔ ت)

---

[1] فتوح الغیب علی حاشیہ بہجۃ الاسرار　القصیدۃ الغوثیہ　مصطفٰی البابی مصر　ص ۲۳۱

پس ان دونوں عبارتِ کُتب سے کون سی عبارت متحقق ہے؟ کس پر عمل کیا جائے؟ یا دونوں ازروئے تحقیق کے درست ہیں؟ بیان فرمائیے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سواری کے وقت براق کا شوخی کرنا، جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسے تنبیہ فرمانا کہ،

"اے براق! کیا محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ! واللہ! تجھ پر کوئی ایسا سوار نہ ہُوا جو اللہ عزوجل کے حضور ان سے زیادہ رتبہ رکھتا ہو"

اس پر بُراق کا شرمانا، پسینہ پسینہ ہوکر شوخی سے باز رہنا، پھر حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کا سوار ہونا، یہ مضمون تو ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و طبرانی و بیہقی وغیرہم اکابر محدثین کی متعدد احادیث صحاح وحسان وصوالح سے ثابت۔

کما بسط اکثرھا المولی الجلال السیوطی قدس سرہ فی خصائصہ الکبرٰی[1] وغیرہ من العلماء الکرام فی تصانیفھم الحسنٰی۔

جیسا کہ اس میں سے اکثر کی تفصیل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الخصائص الکبرٰی" میں اور دیگر علمائے کرام نے اپنی شاندار تصانیف میں فرمائی ہے۔ (ت)

اور اس کا حیا کے سبب براہِ تذلل وانقیاد پست ہوکر لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد ہے۔

ففی روایۃ عند ابن اسحٰق رفعا الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فارتعشت حتی لصقت بالارض فاستویت علیھا[2]۔

اور ایک روایت میں ابن اسحٰق سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضور پُرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں، جب جبریل نے اس سے کہا تو براق تھرا گیا اور کانپ کر زمین سے چپاں ہوگیا پس میں اس پر سوار ہوگیا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔ (ت)

---

[1] الخصائص الکبرٰی باب خصوصیتہ صلے اللہ علیہ وسلم بالاسراء حدیث ام سلمہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۱۷۹
المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۲/۴۱
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر الاسراء والمعراج دار ابن کثیر بیروت الجزاٰن الاول والثانی ص ۳۹۸

[2] المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن اسحٰق المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۹

اور یہ روایت کہ سوال میں تحفہ قادریہ سے ماثور، اس کی اصل بھی حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم میں مذکور ـــــ فاضل عبدالقادر قادری^ع بن شیخ محی الدین اربلی تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کتاب حرز العاشقین میں فرماتے ہیں:

ان لیلۃ المعراج جاء جبرئیل علیہ السلام ببراق الٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسرع من البرق الخاطف الظاھر، ونعل رجلہ کالہلال الباھر،

یعنی شبِ معراج جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام خدمتِ اقدس حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی اُچک لے جانیوالی بجلی سے زیادہ شتاب رو تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکاچوند ڈالنے والا ہلال

ع حضرت علامہ عبدالقادر قادری بن محی الدین الصدیقی الاربلی جامع علوم شریعت وحقیقت تھے۔ علماءِ کرام اور صوفیہ عظام میں عمدہ مقام پایا۔ آپ کے اساتذہ میں الشیخ عبدالرحمٰن الطالبانی جیسے اجلّہ فضلاء شامل ہیں۔ اور فہ میں ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں وصال پایا۔ آپ کی تصانیف میں سے مشہور کتابیں یہ ہیں:

(۱) آداب المریدین ونجاۃ المسترشدین
(۲) تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر
(۳) النفس الرحمانیۃ فی معرفۃ الحقیقۃ الانسانیہ
(۴) الدر المکنون فی معرفۃ السر المصون
(۵) حدیقۃ الازھار فی الحکمۃ والاسرار
(۶) شرح الصلاۃ المختصرۃ للشیخ الاکبر
(۷) الدرر المعتبرۃ فی شرح الابیات الثمانیہ عشرہ
(۸) شرح اللمعات لفخر الدین العراقی
(۹) القواعد الجمعیۃ فی الطرائق الرفاعیۃ
(۱۰) مجموعۃ الاشعار فی الرقائق والاٰثار
(۱۱) مرآۃ الشھود فی وحدۃ الوجود
(۱۲) مسک الختام فی معرفۃ الامام، مختصر فی کراستہ
(۱۳) الالہامات الرحمانیۃ فی مراتب الحقیقۃ الانسانیۃ
(۱۴) حجۃ الذاکرین ورد المنکرین
(۱۵) الطریقۃ الرحمانیۃ فی الرجوع والوصول الی الحضرۃ العلیۃ

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

ا ـ معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ، الجزء الخامس ص ۳۵۴
ب ـ ہدیۃ العارفین، اسمٰعیل باشا البغدادی جلد اول ص ۶۰۵

ومسامرہ کالانجم الظواھر، ولم یأخذہ السکون والتمکین لیرکب علیہ النبی الامین، فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم، فقال لہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لِمَ لَمْ تسکن یا براق حتی ارکب علٰی ظھرك، فقال روحی فداءٌ لتراب نعلك یارسول اللہ اتمنی ان تعاھدنی ان لاترکب یوم القیٰمۃ علٰی غیری حین دخولك الجنۃ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون لك ماتمنیت، فقال البراق التمس ان تضربَ یدك المبارکۃ علٰی رقبتی لیکون علامۃ لی یوم القیٰمۃ، فضرب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یدہ علٰی رقبۃ البراق، ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسدہ روحہ ونمی اربعین ذراعًا من فرحہ وتوقف فی رکوبہ لحظۃ لحکمۃ خفیۃ ازلیۃ فظھرت روح الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال یاسیدی ضع قدمك علٰی رقبتی وارکب، فوضع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدمہ علٰی رقبتہ ورکب فقال قدمی علٰی رقبتك وقدمك علٰی رقبۃ کل اولیاء اللہ تعالٰی[1] انتہی۔

اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے قرار وسکون نہ ہوا، سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُس سے سبب پوچھا۔ بولا: میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ روزِ قیامت مجھی پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں۔ حضور معلّٰی صلوات اللہ تعالٰے وسلامہ علیہ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی: میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دستِ مبارک لگا دیں کہ وہ روزِ قیامت میرے لئے علامت ہو۔ حضور اقدس صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے قبول فرما لیا۔ دستِ اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔ حضور پُرنور صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روحِ مطہر نے حاضر ہوکر عرض کی: اے میرے آقا! حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں۔ سیدِ عالم صلّے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گردنِ مبارک پر قدمِ اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا: "میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر۔"

[1] تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر المنقبۃ الاولٰی سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۴، ۲۵

نوٹ: زیرِ نظر نسخہ حضرت مولانا ابوالمنصور محمد صادق قادری فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد کے ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں :

فایاك یا اخی ان تکون من المنکرین المتعجبین من حضور روحه لیلة المعراج لانه وقع من غیرہ فی تلك اللیلة کما ھو ثابت بالاحادیث الصحیحة کرؤیته صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ارواح الانبیاء فی السمٰوٰت و بلالا فی الجنة و اویسا القرنی فی مقعد الصدق و

یعنی اے برادر! بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تُو انکار کر بیٹھے اور شبِ معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا ہے، مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواحِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا[1]، اور جنت میں بلال[2] رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا اور مقعد صدق میں اویس قرنی اور

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :
الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی تفضیلہ صلی اللہ علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/۱۴۵

[2] حدیث شریف میں ہے :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لبلال صلوٰۃ الغداۃ یا بلال حدثنی بارجی عمل عملته عندك فی الاسلام منفعة فانی سمعت اللیلة خشف نعلیك بین یدی فی الجنة[1] الحدیث۔

ایک اور حدیث میں یوں ہے :

عن ابن عباس قال لیلة اسری برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دخل الجنة فسمع فی جانبها خشفا فقال یا جبریل من ھذا فقال ھذا بلال المؤذن فقال قد افلح بلال رأیت له کذا وکذا۔[2]

حضرت ابو امامہ کی روایت میں مرفوعاً ہے : فقیل ھذا بلال یمشی امامك۔[3]

مذکورہ روایات اور احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ شبِ معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جنت میں ملاحظہ فرمایا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم، ام انس بن مالک و بلال ۲/۲۹۲
[2] منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۶۹
[3] الکامل لابن عدی ترجمہ یحیٰی بن ابی حیۃ ابو جناب الکلبی دار الفکر بیروت ۷/۲۶۷۰

امرأة ابی طلحۃ فی الجنۃ وسماعہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خشخشۃ الغمیصاء | بہشت میں زوجۂ ابوطلحہ[ع۱] کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پہچل سُننی، جیسا کہ ہم اس سے قبل ذکر کرچکے ہیں

ع۱ حدیث میں ہے:

عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اریت الجنۃ فرایت امرأۃ ابی طلحۃ الحدیث۔[۱]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے جنت میں ابوطلحہ کی زوجہ کو دیکھا۔

ع۲ حدیث شریف میں ہے:

عن انس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھٰذہ الغمیصاء بنت ملحان ام انس بن مالک۔[۲]

ایک اور روایت میں یُوں بیان ہوا:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخلت الجنۃ فسمعت خشخشۃ بین یدی فاذا ھی الغمیصاء بنت ملحان ام انس بن مالک۔[۳]

مسند احمد کی دوسری روایت یُوں ہے:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخلت فسمعت بین یدی خشفۃ فاذا انا بالغمیصاء بنت ملحان۔[۴]

ان روایات کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک کی والدہ حضرت غمیصاء بنت ملحان رضی اللہ تعالٰی عنہما کی جنت میں پہچل سنی۔

نوٹ: یاد رہے کہ غمیصاء بنت ملحان یہی زوجۂ ابوطلحہ ہیں۔ فاعلم ذٰلک۔

(حاشیہ من جانب امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ)

۱؎ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم، ام انس بن مالک وبلال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۲

۲؎ " " " " " " " " " " "

۳؎ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹

۴؎ " " " " " " ۳/ ۱۰۶

بنت ملحان فی الجنۃ کما ذکرنا قبل ھذا و ذکر فی حرز العاشقین وغیرہ من الکتب ان نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لقی لیلۃ المعراج سیدنا موسٰی علیہ السلام فقال موسٰی مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح انت قلت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، ارید ان یحضر احد من علماء امتک لیتکلم معی فاحضر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالٰی الٰی موسٰی علیہ السلام (وساق القصۃ ثم قال) وفی کتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد الجشتی نقلا عن شیخ الشیوخ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی رأیت رجالا من امتی فی لیلۃ المعراج ارانیھم اللہ تعالٰی (الٰی ان قال) وقال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راکبا علی البراق و

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں ہے کہ حضرت سیدنا موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کی درخواست سے حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے روحِ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روحِ امام نے حاضر ہوکر موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام سے کلام کیا[عه۱] ـــــ اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ قدست اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شبِ معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے[عه۲] ـــــ اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے تھے: جب حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ رونق افروز پشتِ براق پر تھے اور براق کا زین پوش میرے کندھے پر تھا ـــــ اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں: جب حضور معلّی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا[عه۳] جس میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین

عه۱ (ا) نبراس شرح شرح عقائد، علامہ عبدالعزیز پرہاروی، ص ۲۸۸

(ب) مقابیس المجالس اردو ترجمہ از واحد بخش سیال ص ۲۵۵

(ج) معراج النبی از علامہ سید احمد سعید کاظمی ص ۲۸ اور مابعد

(د) عرفانِ شریعت (مجموعہ فتاوٰی امام احمد رضا) مرتبہ مولانا محمد عرفان علی حصہ سوم ص ۸۴ تا ۹۱

عه۲ رفیق الطلاب مجتبائی دہلی ص ۲۸

عه۳ عمدۃ الفضلاء المحققین امام نجم الدین غیطی فرماتے ہیں: واما الرفرف فیحتمل ان المراد بہ السحابۃ التی غشیتہ وفیہا من کل لون التی رواھا ابن ابی حاتم عن انس وعند ماغشیتہ تاخر عنہ جبریل۔ (کتاب المعراج (مؤلفہ رجب ۹۹۹ ھ) مطبوعہ مصر، ص ۸۹)

غاشیتہ علی کتفی انتہی و قال عمدۃ المحدثین الامام نجم الدین الغیطی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سدرۃ المنتہی فغشیہ سحابۃ فیہا من کل لون فتأخر جبریل علیہ السلام ثم عرج لمستو سمع فیہ صریف الاقلام ورأی رجلا مغیبا فی نور العرش فقال من ھذا أملک؟ قیل: لا۔ قال، أنبی؟ قیل: لا، ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ تعالٰی وقلبہ معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیہ قط[ع۲] الخ ما فی التفریح ملخصًا۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔ سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مستوٰی[ع۱] پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوشِ اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نورِ عرش میں چھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا، کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا، نہیں۔ پوچھا، کیا یہ نبی ہے؟ کہا نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یادِ خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوایا[ع۲] انتہی۔

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث و اقوالِ علماء و اولیاء سے ثابت ہے تو روحِ اقدس حضور پُرنور سیدالاولیاء، غوث الاصفیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حاضری کیا جائے تعجب و انکار ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محل استعجاب ہے۔ اک ذرا انصاف و اندازہ قدرِ قادریت درکار ہے۔

اقول و باللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ ت) فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ "ھدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان" میں بعونہٖ تعالٰی ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبہ کا پایۂ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں، بلکہ کلماتِ علماء و مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

ع۱ امام نجم الدین غیطی فرماتے ہیں، ثم عرج بہ حتی ظھر لمستوی سمع فیہ صریف الاقلام۔
(کتاب المعراج، مطبوعہ مصر، ص ۸۷، ۸۹)
ع۲ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، کتاب المعراج ص ۹۔

---

[۱] تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر المنقبۃ الاولٰی سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۵ تا ۲۸

امام خاتمۃ المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے "مناھل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء" میں اس روایت کی نسبت کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کے وصال اقدس کے بعد کلامِ طویل میں حضور کو ہر جملہ پر بکلمہ "بابی انت وامی یا رسول اللہ" (یا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیک وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ۔ت) ندا کرکے حضور کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ بیان کئے، تحریر فرمایا:

لم اجدہ فی شیئ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذلك سند المثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام۔

یعنی میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحبِ اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انھیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں انتہی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

بالجملہ روح مقدس کا شبِ معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدمِ اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا ــــ ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مہجور، اور کلماتِ مشائخ میں مسطور و ماثور، کتبِ حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور، اور قدرتِ قادر وسیع وموفور، اور قدرِ قادری کی بلندی مشہور۔ پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔

اب یہ رہا کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا ــــ اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گردنِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشتِ براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے۔

اقول اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ براق فرطِ فرحت سے

اول نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا۔ الفصل سابع برکات رضا گجرات ہند ۱/۲۴۸

چالیس ہاتھ اُونچا ہوگیا۔ اور ظاہر کہ جو مَرْکَب[1] اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق[2] ہوجائے تاہم قامتِ انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لئے ضرور حاجتِ نردبان[3] ہوگی۔

اب ایک چھوٹے سے جانور فیل[4] ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند و بالا ہوتا ہے اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے۔ تو اگر براق بوجہ حیاء و تذلل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع حاجتِ زینہ ہو جس کے لئے رُوحِ سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہوکر اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زیرِ قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب[5] ہے۔

وصلی اللہ تعالٰی علی الحبیب الاکرم و اٰلہ وصحبہ اھل الکرم وابنہ الکریم الغوث الاعظم وعلینا بجاھھم وبارك وسلم۔

اللہ تعالٰی اپنے حبیب اکرم، آپ کے کرم والے آل واصحاب، آپ کے کریم بیٹے غوثِ اعظم اور ان کے صدقے میں ہم پر رحمت، برکت اور سلام نازل فرمائے۔ (ت)

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ دوم

از کٹھور ضلع سورت اسٹیشن سائن پرب

مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

مسئلہ ۱۳ تا ۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان اقوال کے باب میں:

اوّل: ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شبِ معراج میں حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرش معلی پر اپنے اوپر سوار کرکے پہنچایا یا کاندھا دے کر اوپر سوار کرکے پہنچایا، یا کاندھا دے کر اوپر جانے کی معاونت کی، یعنی یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔

---

[1] مَرْکَب بمعنی سواری [2] ملصق ہونا: چمٹ جانا، مل جانا۔
[3] سیڑھی [4] ہاتھی [5] تعجب

دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیرانِ پیر ہوتے۔

تیسرے یہ کہ زنبیل ارواح کی عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیرانِ پیر نے ناراض اور غصہ میں ہوکر چھین لی تھی۔

چوتھے یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو دُودھ پلایا۔

پانچویں اکثر عوام کے عقیدہ میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

ان اقوال کا کیا حال ہے؛ مفصل بیان فرما کر اجرِ عظیم اور ثواب کریم پائیں اور رفع نزاع بین الفریقین فرمائیں۔

المستفتی
عبدالحق عفاعنہ، کٹھور، ضلع سورت، گجرات (بھارت)
مورخہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ

الجواب

اللّٰھم لک الحمد فقیر غفراللہ تعالیٰ لہٗ کلمات چند مجمل و مفید[1] گزارش کرے اگرچہ فریقین میں سے کسی کو پسند نہ آئیں مگر بعونہٖ تعالےٰ حق و انصاف ان سے متجاوز نہیں والحق احق ان یتبع واللہ الہادی الی صراط مستقیم (اور حق ہی اتباع کے زیادہ لائق ہے، اور اللہ تعالےٰ سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ ت)

جواب سوال ۲ :

یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی ہوتے اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پُرنور رضی اللہ تعالےٰ عنہ تلو مرتبہ نبوت[2] ہے

---

[1] مفید
[2] مرتبۂ غوثیت، مرتبۂ نبوت کے پیچھے اور اس سے نیچے ہے۔

ہے۔ خود حضور معلّٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

"جو قدم میرے جدِّ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سوا اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں ؎

از نبی برداشتن گام از تو بنہادن قدم
غیر اقدام النبوہ سد ممشاھا الختتام [1]

(نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدامِ نبوت کے، کہ وہاں ختمِ نبوت نے راستہ بند کردیا ہے)

اور جوازِ اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے وارد :

لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواہ احمد [2] والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا (اس کو امام احمد، ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے جبکہ طبرانی نے معجم کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے وارد :

لوعاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔ رواہ ابن عساکر [3] عن جابر بن عبد اللہ وعن ابن عباس وعن ابن ابی اوفٰی والباوردی

اگر ابراہیم جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے۔ (اس کو ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ اور ابن عباس اور ابن ابی اوفٰی سے جبکہ الباوردی نے حضرت

---

[1]

[2] جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ امین کمپنی دہلی ۲/۲۰۹
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ لوکان بعدی نبی لکان عمر دار الفکر بیروت ۳/۸۵
المعجم الکبیر حدیث ۴۷۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/۱۸۰
مسند امام احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر المکتب الاسلامی ،، ۴/۱۵۴

[3] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر بنیہ وبناتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وازواجہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۷۵ تا ۲۷۹
کنز العمال بحوالہ الباوردی عن انس وابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ وابن عباس وابن ابی اوفی حدیث ۳۲۲۰۴ ۱۱/۴۶۹

عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنهم۔ (انس بن مالک سے روایت کیا، اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہوا۔ ت)

علماء نے امام ابو محمد جوینی قدس سرہٗ کی نسبت کہا ہے کہ "اگر اب کوئی نبی ہوسکتا تو وہ ہوتے۔"

امام ابن حجر مکی اپنے فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

قال فی "شرح المهذب" نقلا عن الشیخ الامام المجمع علٰی جلالته وصلاحه وامامته ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمته لوجاز ان یبعث الله فی هذه الامة نبیا لکان ابا محمد الجوینی[1]

شرح مہذب میں کہا نقل کرتے ہوئے اس شیخ وامام سے جن کی جلالت وصلاحیت وامامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالٰی کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے (ت)

مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہئے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال ۴:

حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہا وسلم کا روحِ اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دودھ پلانا، بعض مداحین حضور اسے واقعۂ خواب بیان کرتے ہیں کما رأیت فی بعض کتبھم التصریح بذٰلك (جیسا کہ میں نے ان کی بعض کتابوں میں اس پر تصریح دیکھی۔ ت)

اس تقدیر پر تو اصلاً استبعاد[ع۱] نہیں اور اب اس پر جو کچھ ایراد کیا گیا سب بے جا و بے محل ہے۔ اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو، تاہم بلا شبہہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درایۃً کوئی استحالہ[ع۲] درکنار استبعاد بھی نہیں۔ ان الله علٰی کل شیئ قدیر[2] (بیشک اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔ ت)

ع۱ دُور از قیاس

ع۲ محال ہونا

[1] الفتاوی الحدیثیۃ مطلب قیل لوجاز ان یبعث اللہ فی هذه الامۃ نبیا الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ص ۳۲۴، ۳۲۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

نظاہر میں ام المومنین کے پاس شیر نہ ہوتا کچھ اس کے منافی کہ امور خارقۃ للعادۃ[1] اسباب ظاہر پر موقوف نہیں، نہ روح عام متکلمین کے نزدیک مجردات سے ہے اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس کا تعلق بدیہی۔ نہ جسم جسم شہادت میں منحصر۔ جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزاروں احادیث برزخ وغیرہ اس پر گواہ[2]، کیفما کان[3]۔ شک نہیں کہ روح مفارق[4] کی طرف نصوص متواترہ میں نزول وصعود و وضع وتمکن وغیرہ اعراض جسم وجسمانیات قطعاً منسوب اور وہ نسبتیں اہلِ حق کے نزدیک ظاہر پر محمول[5]۔ یا لیت شعری جب ارواحِ شہداء کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔

الترمذی عن کعب بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ارواح الشہداء فی طیر خضر تعلق من ثمر الجنۃ[1]

(امام ترمذی کعب ابن مالک سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا) بے شک شہداء کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں میوہ ہائے جنت سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

بلکہ دوسری روایت میں ارواحِ عام مومنین کے لئے یہی ارشاد:

الامام احمد عن الامام الشافعی عن الامام مالک عن الزھری عن عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نسمۃ المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ تعالٰی فی جسدہ یوم یبعثہ[2]

امام احمد امام شافعی سے وہ امام مالک سے وہ زہری سے وہ عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ) مومن کی رُوح پرندہ کی صورت میں جنت کے درختوں میں رہتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالٰی اسے اپنے جسم کی طرف لوٹادے گا۔

---

[1] عادت کے خلاف، کرامت وغیرہ۔
[2] وہ احادیث جو احوالِ برزخ پر مشتمل ہیں ان میں جسم مثالی بکثرت ذکر آیا ہے لہذا وہ احادیث جسم مثالی کے وجود پر گواہ ہیں۔
[3] کوئی بھی صورت ہو۔
[4] جسم سے جدا رُوح۔
[5] اہلِ سنّت کے نزدیک اپنے ظاہری معنٰی پر ہیں ان میں کوئی تاویل نہیں کی گئی۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی ثواب شہید امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۹۷
[2] مسند احمد بن حنبل حدیث کعب بن مالک انصاری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۵۵

تو دُودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حالِ روح بعد فراق وپیش از تعلق میں فارق[1] کیا ہے؟ آخر حضرت ابراہیم علٰی ابیہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے صحیح حدیث میں ہے:
"جنت میں دو دایہ ان کی مدتِ رضاعت پوری کرتی ہیں۔"

رواہ احمد ومسلم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ابراھیم ابنی وانہ مات فی الثدی وان لہ ظئرین یکملان رضاعہ فی الجنۃ۔[1]

اس کو امام احمد ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم میرا بیٹا جو شیرخوارگی کی عمر میں وصال فرما گیا ہے بیشک جنت میں اس کیلئے دو دایہ ہیں جو اس کی مدتِ رضاعت پوری کریں گی۔(ت)

بایں ہمہ یہ باتیں نافی استحالہ ہیں نہ مثبت وقوع[2]۔ قول بالوقوع تاوقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف[3] وبے اصل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال ۳:

زنبیلِ ارواح[4] چھین لینا خرافات مخترعہ جہال سے ہے۔ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیاء بشر سے بالاجماع افضل۔ تو مسلمانوں کو ایسے اباطیل واہیہ

---

[1] روح کے جسم سے جُدا ہونے کے بعد کی حالت اور جسم سے متعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں کوئی فرق نہیں۔
[2] ان دلائل سے استحالہ کی نفی ہوتی ہے لیکن اس کا واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔
[3] من گھڑت، جھوٹ، بیہودہ۔
[4] روحوں کا تھیلا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلے اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال الخ قدیمی کتب خانہ ۲/ ۲۵۴
مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالک المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۱۲

سے احتراز لازم۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

جواب سوال ۵:

یُونہی جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے افضل ہیں یا ان کے ہمسر ہیں؛

عہ تنبیہ: بنائے انکار یہ طرزادا ہے ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ روحیں بامرِ الٰہی قبض فرمائی ہوں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی دُعا سے باذنِ الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں کہ احیاءِ مردہ حضور پُرنور و دیگر محبوبانِ خدا سے ایسا ثابت ہے کہ جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

یُوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظرِ صحائف محو و اثبات قبض بعض ارواح شروع کیا اور علمِ الٰہی میں قضائے ابرام نہ پایا تھا ببرکت دُعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب لواقح الانوار میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہٗ میں لکھتے ہیں:

لما ضعف ولدہ احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحہ قال لہ الشیخ ارجع الٰی ربك فراجعہ فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلك الضعفۃ وعاش بعدھا ثلاثین عاما[1]

یعنی جب اُن کے صاحبزادے احمد ناتواں ہو کر قریبِ مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی رُوح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گزارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھ لیجئے کہ حکمِ موت منسوخ ہوچکا ہے۔ عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے، صاحبزادے نے شفا پائی اور اس کے بعد تیس۳۰ برس زندہ رہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی (لواقح الانوار) خاتمۃ الکتاب ترجمہ ۲۰ شیخ محمد الشربینی دارالفکر بیروت ۲/ ۱۸۵

گمراہ بدمذہب ہے۔ سبحان اللہ، اہل سنّت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ حضرت امام اولیاء مرجع العرفاء امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اکرم و افضل واتم واکمل ہیں جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں، نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تفضیل دینی کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ وخرق اجماع امت مرحومہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پرنور سلطان غوثیت رضی اللہ تعالٰے عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل بتایا، حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، وباللہ التوفیق۔

جواب سوال ا،

رہا شب معراج میں روح پرفتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰے عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اور وقت رکوب براق یا صعود عرش زینہ بننا، شرعًا وعقلًا اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہٰی اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر ــــ بلکہ باوضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ،

"اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔"

نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جا سکتا ہے۔ کیا عجب سواریٔ براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبرائیل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی ــــ درپردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی۔

عہ فضیلت دینا

یا ھذا خدمت کے افعال جو بنظرِ تعظیم و اجلال سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے ؟ ـــ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ[1] بننے سے یہ کیونکر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر ـــ نردبان ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ ہنگام بُت شکنی حضرت امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پُر نور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلٰی آلہ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بُت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنی محال، نہ ہر گز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان کے قائلین بے چاروں کو مراد، واللہ الھادی الٰی سبیل الرشاد (اور اللہ تعالٰی ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے۔ ت)

یہ بیان ابطال استحالہ و اثبات صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام، وہ فقیر غفر اللہ تعالٰی کے مجلد دوم[2] العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ کی کتاب مسائل شتی میں مذکور کہ یہ سوال پہلے بھی اجین سے آیا اور اس کا جواب قدرے مفصل دیا گیا تھا۔

خلاصہ مقصد اس کا مع زیاداتِ جدیدہ یہ کہ اس کی اصل کلمات بعض مشائخ میں مسطور، اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگانِ خدا کے لئے ایسا حضور روحانی وارد۔

(۱ و ۲) مسلم اپنی صحیح اور ابو داؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ فقلت ماھذہ قالوا ھذا بلال ثم دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ فقلت ماھذہ	میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی، میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پہچل سنی، میں نے پوچھا

---

[1] سیڑھی

[2] یاد رہے کہ فتاوٰی رضویہ قدیم میں یہ مسائل شاملِ اشاعت نہیں ہو سکے تھے اب ان کو اشاعتِ جدید میں کتاب الشتی کی پیشِ نظر جلد میں شامل کر دیا گیا ہے۔

قالوا ھذہ الغمیصاء بنت ملحان[1]	یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصاء بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادر انس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہوا کما ذکرہ الحافظ فی التقریب[2] (جیسا کہ حافظ نے تقریب میں اس کو ذکر کیا۔ ت)

(۳) امام احمد و ابو یعلٰی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور

(۴) طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنۃ فسمعت فی جانبھا وجسا فقلت یاجبرئیل ما ھذا قال ھذا بلال المؤذن[3]	میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اسکے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(۵) امام احمد و مسلم و نسائی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ بین یدی، فقلت ماھذہ الخشفۃ، فقیل الغمیصاء بنت ملحان[4]	میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھٹکا سنا، پوچھا، اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی، غمیصاء بنت ملحان۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر حدیث ۳۳۱۶۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۶۵۳
مسند ابی داؤد الطیالسی عن جابر حدیث ۱۷۱۹ دار المعرفۃ بیروت الجزء السابع ص ۲۳۸
صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۲

[2] تقریب التہذیب ترجمہ ۸۷۸۰ ام سلیم بنت ملحان دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۶۶۸

[3] کنز العمال حدیث ۳۳۱۶۲ و ۳۳۱۶۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۶۵۳
الکامل لابن عدی ترجمہ یحیٰی بن ابی حیۃ ابن جناب الکلبی دار الفکر بیروت ۷/۲۶۶۰

[4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من ام سلیم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۹۲
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۹۹

(۶) امام احمد ونسائی وحاکم باسنادِ صحیح اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت فیہا قراءة، فقلت من ھذا؟ قالوا حارثة بن نعمان کذٰلکم البر کذٰلکم البر[1]۔

میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان۔ نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔

یہ حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خلافتِ امیر معٰویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں راہیِ جنان ہُوئے قالہ ابن سعد فی الطبقات وذکرہ الحافظ فی الاصابة[2] (ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ نے اصابہ میں اس کو ذکر کیا۔ت)

(۷) ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم[3]۔ میں جنت میں تشریف فرما ہُوا تو نعیم کی کھکار سُنی۔

یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحّام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں جنگِ اجنادین میں شہید ہُوئے۔

کما ذکرہ موسٰی بن عقبة فی المغازی عن الزھری وکذا قالہ ابن اسحٰق ومصعب الزبیری وآخرون کما فی الاصابة[4]۔

جیسا کہ موسٰی بن عقبہ نے مغازی میں زہری کے حوالے سے اس کو ذکر کیا یُوں ہی کہا ابن اسحٰق اور مصعب زبیری اور دیگر علماء نے جیسا کہ اصابہ میں ہے۔(ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۶
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ مناقب حارثہ بن نعمان دار الفکر بیروت ۳/ ۲۰۸
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ النسائی ترجمہ ۱۵۳۲ حارثہ بن نعمان دار صادر " ۱/ ۲۹۸

[2] " " " " " " " " " " " ۱/ ۲۹۹
الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ حارثہ بن نعمان " " " ۳/ ۴۸۸

[3] الطبقات الکبرٰی لابن سعد الطبقۃ الثانیۃ من المہاجرین والانصار ترجمہ نعیم بن عبداللہ المعروف النحام دار صادر بیروت ۴/ ۱۳۸

[4] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ نعیم بن عبداللہ ۸۷۷۶ دار صادر بیروت ۳/ ۵۶۸

سبحان اللہ! جب احادیثِ صحیحہ سے احیائے عالمِ شہادت کا حضور ثابت تو عالمِ ارواح سے بعض ارواحِ قدسیہ کا حضور کیا دُور۔

(۸) امام ابوبکر بن ابی الدنیا، ابوالمخارق سے مرسلاً راوی، حضور پُرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

مررت لیلۃ اسری بی برجل مغیب نورالعرش، قلت: من ھذا، املك؟ قیل، لا۔ قلت: نبی؟ قیل: لا۔ قلت، من ھذا؟ قال: ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللہ تعالٰی وقلبہ معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیہ قط[1]

یعنی شبِ اسرٰی میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا: نبی ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔ میں نے فرمایا: کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی، یہ ایک مرد ہے دُنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو بُرا نہ کہلوایا۔

ثم **اقول** وباللہ التوفیق (پھر میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجئے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شبِ اسرٰی اپنے مہربان باپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے وہاں حضور پُرنور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد للہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)

اب ناظرِ غیر وسیع النظر متعجبانہ پُوچھے گا کہ یہ کیونکر؟ —— ہاں ہم سے سُنئے۔ واللہ الموفق۔

ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابویعلٰی و ابن مردویہ و بیہقی و ابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

---

[1] الدرالمنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا تحت الآیۃ ۱۵۲/۲ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۱/۱۴۹
الترغیب والترھیب بحوالہ " " کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ مصطفی البابی مصر ۲/۳۹۵

تعالٰی عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ثم صعدت الی السماء السابعة فاذا انا بابراھیم الخلیل مسند ظھرہ الی البیت المعمور (فذکر الحدیث الی ان قال) واذا بامتی شطرین شطر علیھم ثیاب بیض کانھا القراطیس و شطر علیھم ثیاب رمد فدخلت البیت المعمور ودخل معی الذین علیھم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیھم ثیاب رمد وھم علی خیر فصلیت انا و من معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت انا و من معی[1] (الحدیث)۔

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وُہ بھی خیر وخوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر مَیں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الورٰی اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنھوں نے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی، والحمد للہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)۔

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سدِّراہ ہوئے، اور جب یہاں تک بحمداللہ ثابت تو معاملۂ قدم میں کیا وجہِ انکار ہے کہ قولِ مشائخ کو خواہی نخواہی رُد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں ـــ پھر نہ ہو ـــ اس جگہ اسی قدر بس ہے ـــ سند معنعن[ع] کی حاجت نہیں،

ع: ایسی روایت جس میں ایک راوی دوسرے راوی سے "عن فلان" کے لفظ سے روایت کرے۔

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۹۴
دلائل النبوۃ للبیہقی باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۳۹۲-۹۳
الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن حاتم وغیرہ الخ تحت الآیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۲

کمابیّنّاہ فی رسالتنا ھُدی الحیران فی نفی الفیئ عن سید الاکوان" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "ہدی الحیران فی نفی الفیئ عن سیّد الاکوان" میں اسے بیان کیا ہے۔ت)

امام جلال الدین سیوطی نے "مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء" میں مرثیہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ "بابی انت وامی یارسول اللہ الخ" (یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ت) کی نسبت فرماتے ہیں،

لم اجدہ فی شیئ من کتب الحدیث الاثر (الٰی قولہ) بالاحکام[1]

میں نے یہ روایت کسی کتابِ حدیث میں نہ پائی مگر صاحبِ اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے حدیثِ طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انھیں کچھ بابِ احکام سے تعلق نہیں۔

اور یہ تو کسی سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارھم کے علوم اسی طریقہ سندِ ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں، وہاں ہزارہا ابوابِ وسیعہ واسبابِ رفیعہ ہیں کہ اس طریقہ ظاہرہ کی وسعت ان میں سے کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں، تو اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادتِ کبرٰی ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک وصول رہے ــــ اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم، نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کہ سخت مہلکہ ہائلہ ہے، والعیاذ باللہ ربّ العٰلمین (اور اللہ تعالٰی کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ت) ــــ جیسے آج کل ایک بحرینی بے بہرہ نے رسالہ "لباب المعانی" سیاہ کرکے مصر میں چھپوایا اور صرف اس پر کہ حضرت امام عارف باللہ، ثقہ، حجت، فقیہ، محدّث، امام القراء، سیّدی ابوالحسن علی نورالملۃ والدّین شطنوفی قدس سرہ الصافی الصوفی نے کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں باسنادِ صحیح حضرت امام اجل سیّدی احمد رفاعی قدس سرہ الرفیع پر حضور پرنور سیّد الاولیا، حضرت غوث الورٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تفضیل روایت فرمائی، نہ صرف اس امام جلیل وکتابِ جمیل بلکہ خاک بدہن گستاخ جنابِ اقدس میں

---

[1] نسیم الریاض بحوالہ المناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء الفصل السابع مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۲۴۸
[2] " " " " " " " " " " " " " " " "

کوئی دقیقہ بے ادبی اٹھا نہ رکھا۔ نعوذ باللہ من الخذلان ولاحول ولا قوۃ الا باللہ القادر المستعان (ہم ذلت ورسوائی سے اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتے ہیں جو قدرت والا ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ ت)

یہ لباب عجاب اوّل تا آخر جہالاتِ فاضحہ وخرافاتِ واضحہ کا لب لباب ہے۔ کثرتِ مسائل سے نامِ فرصت عنقا نہ ہوتا تو فقیر اس کا رَد لکھ دیتا۔ مگر الحمدللہ نارِ باطل خود منطفی[1] ہے اور ہمارے بلاد میں اس کا شر یکسر منتفی[2] فلاحاجۃ الی اشاعۃ خرافاتہ ولو علٰی وجہ الرد (اس کی خرافات کو شائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگرچہ بطورِ رَد ہو۔ ت)

بالجملہ روایت نہ عقلاً مردود نہ شرعاً مہجور، اور کلماتِ مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتبِ احادیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور ــــ نہ روایاتِ مشائخ اس طریقۂ سندِ ظاہری میں محصور، اور قدرتِ قادر وسیع وموفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر رَد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔ والحمدللہ العزیز الغفور، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم (اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو عزّت والا بہت بخشنے والا ہے، اور اللہ سبحانہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم خوب تام اور خوب مضبوط ہے۔ ت)

مسئلہ ثالثہ

مسئلہ مسئولہ مولوی نور محمد صاحب کانپوری، ملازم کارخانہ میل کاٹ واقع دیوان، ۹ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ۔

ماقولکم یا علماء الملۃ السمحۃ البیضاء ومفتی الشریعۃ الغراء فی ھٰذہٖ:

آپ کا کیا ارشاد ہے اے فراخ وروشن ملت کے عالمو اور اے چمکدار شریعت کے مفتیو! اس مسئلہ میں: (ت)

مولود غلام امام شہید صفحہ ۵۹ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ:

"شبِ معراج میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روحِ پاک

---

[1] بجھی ہوئی۔
[2] ختم، نیست ونابود۔

نے حاضر ہو کر گردنِ نیاز صاحبِ لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دی اور خواجۂ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گردنِ غوثِ اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟ عرض کیا: میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں، اگر آج اس نعمت سے کچھ منزلت بخشیے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔ فرمایا کہ: "تو محی الدین ہے اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔"

اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحبِ منازل اثنا عشریہ بھی تحفۃ القادریہ سے لکھتے ہیں اسی کتاب کے صفحہ ۸۰، سطر ۵ میں مرقوم ہے کہ:

"خواجۂ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوش ہو کر سوار ہونے لگے براق نے شوخی شروع کی، جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا بحرمتی ہے، تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب کون ہے؟ خلاصۂ ہژدہ ہزار عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اٹھارہ ہزار جہانوں کے خلاصہ محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ت) براق نے کہا کہ اے امینِ وحیِ الٰہی! تم اس وقت خفگی مت کرو مجھے رسول مقبول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں ایک التماس ہے۔ فرمایا: بیان کرو۔ عرض کیا، آج دولتِ زیارت سے مشرف ہوں کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے، امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔"

صاحبِ تحفۃ القادریہ لکھتے ہیں کہ:

"وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحبِ معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہنچا۔"

پس استفسار اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ احادیث و شفائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن میں موجود ہے یا نہ۔ بیان کاف و شاف بالاسانید من المعتبرات المعتقدات بالبسط والتفصیل جزاکم اللہ خیرا۔ بینوا توجروا (معتبر و معتمد سندوں کے ساتھ کافی و شافی بیان پوری شرح و تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمائیں۔ اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

کتبِ احادیث و سیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر، بلکہ صریح اباطیل و موضوعات پر مشتمل ہے۔ منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گزری نہ کہیں اس کا

تذکرہ دیکھا۔

تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا، جو نسخہ میرے پاس ہے یا اور جو میری نظر سے گزرا اُن میں یہ روایات اصلاً نہیں[1]

بایں ہمہ اس زمانہ کے مفتیانِ جہول مخطیانِ غفول[2] نے جو اس کا بطلان یوں ثابت کرنا چاہا کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بالا عروج کیا اور اس میں معاذ اللہ حضور اقدس و انور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کی تفضیل نکلتی ہے[3] یہ محض تعصب وجہالت ہے جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتوٰی میں سترہ سال ہوئے، کیا، جبکہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کٹھور ضلع سورت سے ایک سوال آیا تھا۔[4]

فاضل عبدالقادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی نے کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر" رضی اللہ تعالٰی عنہ میں یہ روایت لکھی ہے[5] اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ

---

[1] تحفہ قادریہ، حضرت شاہ ابوالمعالی قادری (۱۱۱۶ھ) کی فارسی تالیف ہے جس میں حضور غوث الورٰی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے حالات اور کرامات کا تذکرہ ہے۔ آپ اپنے وقت کے سربرآوردہ مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے آپ کے ارشاد پر اشعۃ اللمعات اور شرح فتوح الغیب مکمل فرمائی۔ آپ کا مزار لاہور میں واقع ہے۔

تحفہ قادریہ کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں، اصل فارسی نسخہ تاحال طبع نہ ہوا، البتہ اس کا اُردو ترجمہ (۱) سیرت الغوث مولفہ محمد باقر نقشبندی (۱۳۲۳ھ) مطبع منشی نول کشور پریس لاہور اور (۲) تحفہ قادریہ (اردو ترجمہ) مولفہ مولانا عبدالکریم (۱۳۲۴ھ) ملک فضل الدین تاجر کتب لاہور کے ناموں سے شائع ہوچکے ہیں۔

[2] جاہل، غافل اور خطار کار مفتی۔

[3] دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی، مدرسہ دیوبند کے اساطین مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد انبیٹھوی کے فتاوٰی کی تردید ہورہی ہے، یہ فتاوٰی موجودہ رسالہ مبارکہ میں شامل کردئے گئے ہیں۔

[4] ملاحظہ ہو مسئلہ ثانیہ رسالہ ہذا۔

[5] تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰے عنہ، المنقبۃ الاولٰے، سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد، ص ۲۴ و ۲۵۔

کی کتاب حرز العاشقین سے نقل کیا ہے۔ اور ایسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتوے میں ہے جس کا سوال ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۰ھ کو اوجین سے آیا تھا۔[1] و باللہ التوفیق، واللہ تعالٰی اعلم (اور توفیق اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے، اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ ت)۔

رسالہ

فتاوٰی کرامات غوثیہ

ختم ہوا

---

[1] ملاحظہ ہو مسئلہ ثانیہ، رسالہ ہذا۔